ذی شان ساحل

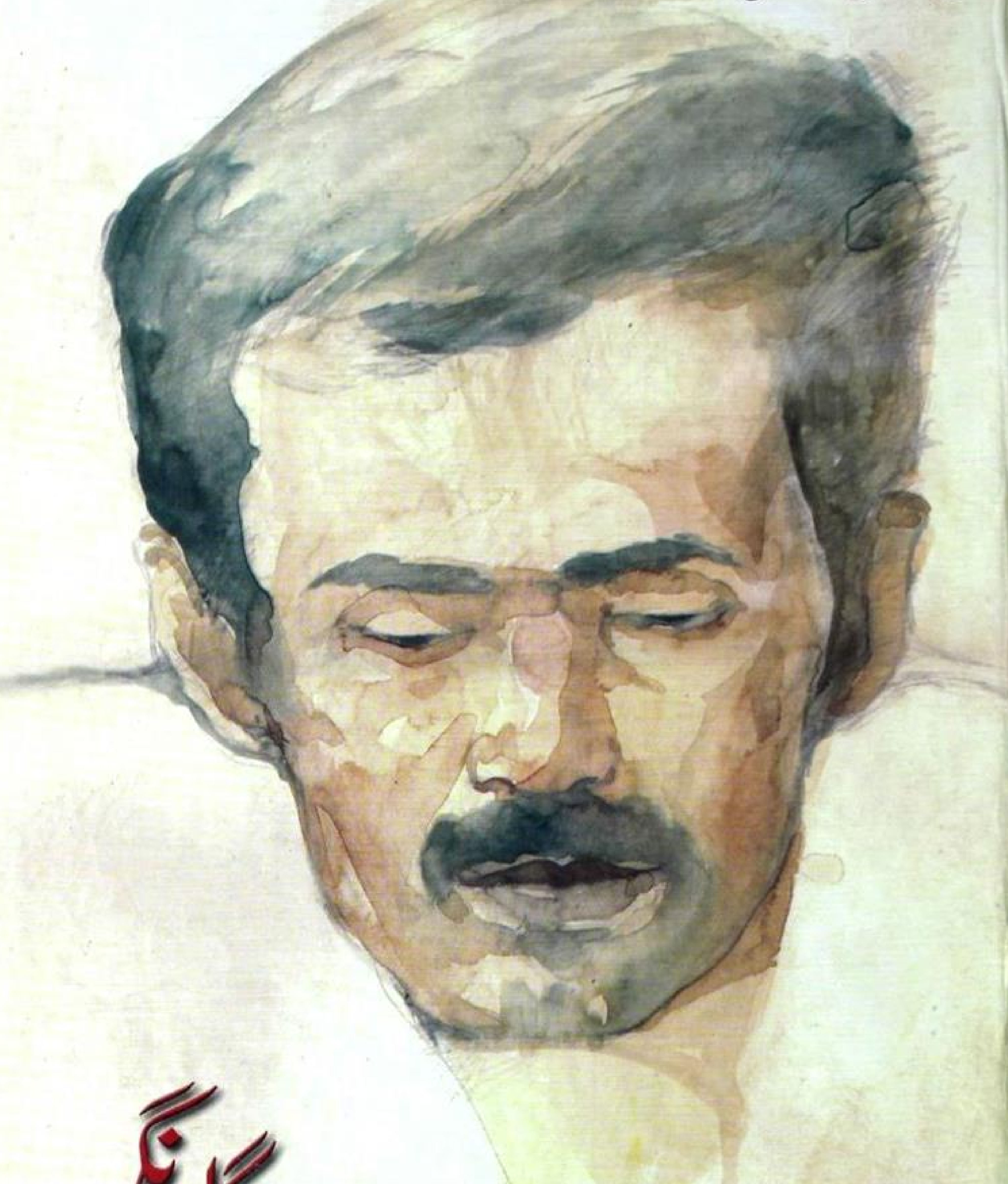

وجہِ بیگانگی

وجہِ بیگانگی

(غزلیں)

ذی شان ساحل

ذی شان ساحل

وجہِ بیگانگی

پہلی اشاعت: 2012

زیرِ اہتمام
آج کی کتابیں

سٹی پریس بک شاپ
316 مدینہ سٹی مال، عبداللہ ہارون روڈ، صدر، کراچی 74400
فون: 35650623, 35213916 (92-21)
ای میل: ajmalkamal@gmail.com

ذی شان ساحل

(15دسمبر 1961-12اپریل2008)

ترتیب

گردِ سفر میں راہ نے دیکھا نہیں مجھے	۱۱
بارشیں فریاد سے ہوتی نہیں	۱۲
موسمِ گل کا سماں خانہ برباد میں ہے	۱۳
نگار خانۂ شام و سحر کے پاس رہیں	۱۴
اس دشتِ بے پناہ کی حد پر بھی خوش نہیں	۱۵
دل میں کسی کے غم کو جگہ اور دیجیے	۱۶
یہ زمین اور آسماں موجود ہے	۱۷
کسی کی یاد میں اب کوئی حسرت کیوں نہیں ہوتی	۱۸
جو میرے بس میں ہے اس سے زیادہ کیا کرنا	۱۹
یاد کرنے کے زمانے سے بہت آگے ہیں	۲۰
ہر سہولت سے بجز محروم ہوتا جائے گا	۲۱
یار کی گلیوں کو جو جاتی نہیں	۲۲
نگاہِ ناز کی تھوڑی سی میزبانی میں	۲۳
عشق پیشہ نہیں ہے لوگوں کا	۲۵

شاخِ گل کو شجر بنانے سے ۲۸
رنگِ گل سے پیرہن اچھا لگا ۳۰
عشق چاہتا ہے خودنمائی بھی ۳۱
دل گنہگار ہے رقیبوں کا ۳۲
ہے ادھر پائل بجی دیوار میں ۳۳
یوں بولی تھی چڑیا خالی کمرے میں ۳۴
جو دربدر ہوا اس کا ٹھکانہ درخت ہے ۳۵
کسی کی دین ہے لیکن مری ضرورت ہے ۳۶
کیا ضروری ہے کہ میں ہر سو تر اچرچا کروں ۳۸
ہزاروں میل پر جو روشنی ہے ۴۰
جب کہیں آتا ہے تنہا آدمی ۴۲
اے میرے دل اور بھی آہستہ چل ۴۴
گھر میں رہنا تو اک مصیبت ہے ۴۶
تم جہاں جاؤ، بامراد رہو ۴۸
کوئی قصور نہیں میری خوش گمانی کا ۴۹
تری نظر کا ابھی تک جمال باقی ہے ۵۰
دعائیں مانگتے رہنے کا کچھ اثر تو ہوا ۵۱
جو ترے انتظار کا دن ہے ۵۲
ان دنوں ہے زندگی انتظار کی جگہ ۵۳
میں کسی کو کھو رہا ہوں ان دنوں ۵۴
حال اچھا بھی ہے، خراب بھی ہے ۵۵
آگ پانی میں لگا لیتا ہوں میں ۵۷
ایسا لگتا ہے جیسے پوری ہے ۵۹

وجہ بیگانگی ۹

جی چاہتا ہے کوئی مری بات تو سنے ۶۰

کس قدر محدود کر دیتا ہے غم انسان کو ۶۱

ان دنوں دل گا رہا ہے دوستو ۶۲

دن بہ دن محصور ہوتا جا رہا ہوں دوستو ۶۳

میں اس کی انجمن میں اکیلا نہیں گیا ۶۵

عشق اک دیوانگی ہے اور بس ۶۶

پھولوں کی انجمن میں بہت دیر تک رہا ۶۸

سارے عالم پہ ہو گیا طاری ۶۹

سیر اور لطف کے اور بھی مقام ہیں ۷۱

یوں نہیں ہے کہ اسے میں نے مسیحا سمجھا ۷۲

عشق کی دیوانگی مٹ جائے گی ۷۳

غبار دل سے نکالا نظر کو صاف کیا ۷۵

فریب گاہ محبت اگر ضروری ہے ۷۶

اچھا ہوا کہ اس نے ارادہ نہیں کیا ۷۷

دن گزارا کہیں اکیلے میں ۷۸

کوئی آئے تو شاد رہتا ہے ۸۰

شاہ کو دیجے، گدا کو دیجیے ۸۱

یوں حسن کی بلا میں گرفتار ہم ہوئے ۸۳

کچھ گھروندے سے بنا لیتا ہے دل ۸۴

ایسی کئی دنوں سے حالت ہے زندگی کی ۸۶

کچھ اور دیر نہ آتا تو جیسے مر جاتا ۸۷

ایسا نہیں کہ کچھ بھی دے کر خرید لیجے ۸۸

نہ دن کو دن سمجھتے ہیں، نہ شب کو شب سمجھتے ہیں ۸۹

دریچے بند ہونے سے بھی وہ صورت نہیں بدلی	۹۰
ستارہ شام کا جب کہکشاں ہونے ہی والا تھا	۹۱
درد بڑھتے ہوئے بھی کچھ نہ کہا	۹۲
اک جگہ رہنا اگر عادت نہیں افلاک کی	۹۳
سایہ کہتا ہے میرے سائے سے	۹۴
اک شخص ہمارے گھرانے میں	۹۶
دل مضطرب ہے اور پریشان جسم ہے	۹۷
زندگی جب کسی کے نام ہوئی	۹۸

گردِ سفر میں راہ نے دیکھا نہیں مجھے
اک عمر مہروماہ نے دیکھا نہیں مجھے

اچھا ہوا کہ خاک نشینوں کے روبرو
اس شہرِ کج کلاہ نے دیکھا نہیں مجھے

میں دیکھتا تھا رنگ بدلتی ہوئی نگاہ
بدلی ہوئی نگاہ نے دیکھا نہیں مجھے

میری صدا وہاں پہ تجھے کیسے ڈھونڈتی
تیری جہاں پناہ نے دیکھا نہیں مجھے

ہر موجِ درد خود میں اتارے چلا گیا
ساحل دلِ تباہ نے دیکھا نہیں مجھے

○

بارشیں فریاد سے ہوتی نہیں
خوابِ ابر و باد سے ہوتی نہیں
غم پرانے بھول جانے کی خوشی
ہر نئی ایجاد سے ہوتی نہیں
شام ہوتی تو ہے لیکن سرمئی
اب کسی کی یاد سے ہوتی نہیں
خواہشیں پوری نہ ہونے کی کمی
عشق اور افراد سے ہوتی نہیں
کیا کریں ساحل کہ اپنی دوستی
شہرِ بےبنیاد سے ہوتی نہیں

○

موسمِ گل کا سماں خانۂ برباد میں ہے
یہ کرشمہ بھی مگر اس ستم ایجاد میں ہے
ان دنوں ایک تماشا ہے جہاں والوں کو
نغمہ گر ہم ہیں مگر دل کسی افتاد میں ہے
وحشتِ شہر کے لوگوں کی رقابت کے سوا
دلِ بوسیدہ بھی کچھ عشق کی اسناد میں ہے
خواب ہی خواب نظر آتے ہیں سب لوگوں کو
کس کی آنکھوں کا لہو رات کی بنیاد میں ہے
تجھ سے ملنے میں کبھی لطف ہوا کرتا تھا
اب تو یوں ہے کہ بہت لطف تری یاد میں ہے

○

نگارخانۂ شام و سحر کے پاس رہیں
خیالِ یار تیری رہ گذر کے پاس رہیں
طلسم خواب شبِ ہجر سے رہائی پر
اسیر طائر بے بال و پر کے پاس رہیں
پیالہ بن کے کسی دستِ ناز سے چھلکیں
یا مثلِ چاک دلِ کوزہ گر کے پاس رہیں
کبھی ستارۂ وہم و گماں تلاش کریں
کبھی چراغِ فریبِ نظر کے پاس رہیں
نئے گھروں میں محبت اثر پذیر نہیں
بس ایک رسم ہے دیوار و در کے پاس رہیں
تلاشِ دوست میں کچھ اور تو نہیں ممکن
یہی بہت ہے کہ اہلِ خبر کے پاس رہیں

○

اس دشتِ بے پناہ کی حد پر بھی خوش نہیں
میں اپنی خواہشوں سے بچھڑ کر بھی خوش نہیں

اک سرخوشی محیط ہے چاروں طرف مگر
بستی میں کوئی شخص کوئی گھر بھی خوش نہیں

کتنے ہیں لوگ خود کو جو کھو کر اداس ہیں
اور کتنے اپنے آپ کو پا کر بھی خوش نہیں

یہ کیفیت غلام نہیں قید و بند کی
اندر جو اپنے خوش نہیں، باہر بھی خوش نہیں

ساحل کی بھیگی ریت پہ چلتا برہنہ پا
میں ہوں اداس اور سمندر بھی خوش نہیں

○

دل میں کسی کے غم کو جگہ اور دیجیے
کافی نہ ہو تو سب کو بتا اور دیجیے
پہنچی نہیں ہو آگ اگر روح تک ابھی
دامن سے جسم وجاں کو ہوا اور دیجیے
سایہ نہ آ سکا ہو میسر جو آپ کو
آنگن میں ایک بیج دبا اور دیجیے
زندہ رہیں تو عشق کی لاحاصلی کے بعد
اس زندگی کی کوئی وجہ اور دیجیے
ساحل پہ موتیوں کے خزانے سمیٹ کر
نمکین پانیوں کو دعا اور دیجیے

○

یہ زمین اور آسماں موجود ہے
اس زمانے میں جہاں موجود ہے
سب سفر کرتے ہیں لوٹ آتے ہیں پر
راستہ اور آشیاں موجود ہے
لوگ ملتے ہیں بچھڑ جاتے بھی ہیں
نقشِ یادِ رفتگاں موجود ہے
خواب باقی ہیں تو باقی ہے امید
نیند سے امکانِ جاں موجود ہے
زندگی میں ہے تغیّر کا کو ثبات
جب تلک آبِ رواں موجود ہے

○

کسی کی یاد میں اب کوئی حسرت کیوں نہیں ہوتی
ہمیں اچھے دنوں کی پھر ضرورت کیوں نہیں ہوتی
ہمارے خواب جاتے ہیں ستاروں کی طرف لیکن
میسر لوٹ آنے کی سہولت کیوں نہیں ہوتی
بلائے رفتگاں سے عشق میں مصروف رہتے ہیں
ہوائے تازہ سے ہم کو محبت کیوں نہیں ہوتی
ہمیشہ قید رہتی ہے نگاہ و دل کے زنداں میں
درودیوار میں آخر وہ صورت کیوں نہیں ہوتی
نہیں ہے وہ مگر کوئی تمنا ساتھ چلتی ہے
مجھے اس سے الگ رہنے کی عادت کیوں نہیں ہوتی

○

جو میرے بس میں ہے اس سے زیادہ کیا کرنا
سفر تو کرنا ہے، اس کا ارادہ کیا کرنا
بس ایک رنگ ہے دل میں کسی کے ہونے سے
اب اپنے آپ کو اس سے بھی سادہ کیا کرنا
جب اپنی آگ ہی کافی ہے میرے جینے کو
تو مہر و ماہ سے بھی استفادہ کیا کرنا
ترے لبوں کے سوا کچھ نہیں میسر جب
سو فکرِ ساغر و ساقی و بادہ کیا کرنا
تمام کشتیاں ساحل پہ ہیں ابھی ٹھہری
ابھی سے ان کو جلانے کا وعدہ کیا کرنا

○

یاد کرنے کے زمانے سے بہت آ گے ہیں
آج ہم اپنے ٹھکانے سے بہت آ گے ہیں
کوئی آ کے ہمیں ڈھونڈے گا تو کھو جائے گا
ہم نئے غم میں پرانے سے بہت آ گے ہیں
جسم باقی ہے مگر جاں کو مٹانے والے
روح میں زخم نشانے سے بہت آ گے ہیں
اس قدر خوش ہیں کہ ہم خوابِ فراموشی میں
جاگ جانے کے بہانے سے بہت آ گے ہیں
جو ہمیں پا کے بھی کھونے سے بہت پیچھے تھا
ہم اسے کھو کے بھی پانے سے بہت آ گے ہیں

○

ہر سہولت سے بجز محروم ہوتا جائے گا
عشق میں چالاک دل معصوم ہوتا جائے گا
پہلے تو شاید سمجھ میں آ نہیں پائے گی بات
رفتہ رفتہ آپ کو معلوم ہو تا جائے گا
جانے کیا کچھ تھا جواب ہم کو نظر آ تا نہیں
اور جو کچھ ہے یہاں معدوم ہوتا جائے گا
خوش امیدی، خوش گمانی خواب ہو تی جائے گی
خواب میں ایک عالمِ موہوم ہوتا جائے گا
پھول آئیں گے، پرندے گائیں گے لیکن خزاں
موسمِ گل پھر ترا محکوم ہوتا جائے گا

○

یار کی گلیوں کو جو جاتی نہیں
اب ہمیں وہ رہ گذر بھاتی نہیں
استفادہ کرتے تو ہیں مہر و ماہ
وہ نظر لیکن ادھر آتی نہیں
میں بھی سننا چاہتا ہوں بارہا
زندگی جو گیت دہراتی نہیں
موتیا، چمپا، چمیلی اور گلاب
کیوں تری خوشبو ہوا لاتی نہیں
اب مرا سب کچھ اسی کے نام ہے
زندگی بھی آج سے ذاتی نہیں

نگاہِ ناز کی تھوڑی سی میزبانی میں
گرفتہ دل ہے گرفتار خوش گمانی میں
مجھے بھی اس کا تجربہ ہوا ہے ہلکا سا
تمھیں بھی لوگ ملیں گے بھلے جوانی میں
صبح سے شام تلک جیسے کام پر فائز
کھلی فضا میں پرندے ہیں نغمہ خوانی میں
جو ہو سکا تو جہاں کے مزے بھی لوٹیں گے
اٹھا چکے ہیں بہت رنج دارِ فانی میں
مکالمات بھی اچھے ہیں اور ڈراما بھی
ولن کا رول ہے لیکن مرا کہانی میں
روش پہ باغ میں جیسے رواں دواں سب ہیں
گزر رہی ہے مری عمر بھی روانی میں

بدل رہا ہے مرے آس پاس کا موسم
یہ معجزہ ہے کسی اور کی نشانی میں
میں کم سخن تھا مگر وہ نظرشناسی میں
سمجھ گیا کہ چھپا کیا ہے بے زبانی میں
نہ جانے کیسے حقِ بندگی ادا ہو گا
کوئی نگاہ مسلسل ہے نگہبانی میں

○

عشق پیشہ نہیں ہے لوگوں کا
حسن شیوہ نہیں ہے لوگوں کا
مسئلہ ہے یہ میری راتوں تک
ہجر جھگڑا نہیں ہے لوگوں کا
میرے اور ان کے مختلف ہیں کھیل
ہر تماشا نہیں ہے لوگوں کا
اُسے کیسے نکال سکتے ہیں
دل محلہ نہیں ہے لوگوں کا
میں یہاں کیسے ان کو آنے دوں
یہ علاقہ نہیں ہے لوگوں کا
جینا مرنا ہے میرا جس کے ساتھ
وہ قبیلہ نہیں ہے لوگوں کا

جسے حاصل سمجھ رہے ہیں یہ
وہی لہجہ نہیں ہے لوگوں کا
کتنے بےمعنی بےوضع سے ہیں
ان کا حلیہ نہیں ہے لوگوں کا
کوئی صورت ہے نہ کوئی پہچان
ناک نقشہ نہیں ہے لوگوں کا
جو تقاضا تھا اس زمانے کا
وہ ارادہ نہیں ہے لوگوں کا
اس حسیں دلنشیں کے قصے میں
ذکر زیادہ نہیں ہے لوگوں کا
ہے زمانے سے مختلف شاید
اس کا لہجہ نہیں ہے لوگوں کا
شاید اس کو ابھی نہیں معلوم
میرا چہرہ نہیں ہے لوگوں کا
میری آنکھوں میں اک سمندر ہے
جس میں دریا نہیں ہے لوگوں کا
دشت عشاق کا ٹھکانہ ہے
ریت تکیہ نہیں ہے لوگوں کا
کوئی جا کے اسے بتائے تو
حال اچھا نہیں ہے لوگوں کا
اس سے ملنا ہے، اس کو پانا ہے
اور یہ وعدہ نہیں ہے لوگوں کا

لوگ اکیلے تو ہیں ہماری طرح
دل اکیلا نہیں ہے لوگوں کا

سب سے اچھا وہاں کا منظر ہے
جو دریچہ نہیں ہے لوگوں کا

سارا گھر آپ کے حوالے ہے
بس یہ کمرہ نہیں ہے لوگوں کا

کتنی اچھی ہے آپ کی زنجیر
اس میں حلقہ نہیں ہے لوگوں کا

○

شاخِ گل کو شجر بنانے سے
لوگ ڈرتے ہیں گھر بنانے سے
سایہ ہمراہ تو نہیں چلتا
باغ میں رہ گذر بنانے سے
سفر آسان تو نہیں ہوتا
راستے مختصر بنانے سے
ذوقِ پرواز مل نہیں جاتا
شوق کو بال و پر بنانے سے
بے گھری ختم تو نہیں ہوتی
ہر طرف بام و در بنانے سے
دل کی حسرت بھی کم نہیں ہوتی
شہر کو خوب تر بنانے سے
زندگی بھر جلیں تو اچھا ہے
اک دیا رات بھر بنانے سے

سارا عالم دکھائی دیتا ہے
اپنے دل کو نظر بنانے سے
کوئی چاہے تو زندگی کہہ لے
زندگی ہے اگر بنانے سے
زخم ہے اور ہرا ہی رہتا ہے
نقش دیوار پر بنانے سے
دل ہے اور کام آ بھی جائے گا
توڑ کر جوڑ کر بنانے سے
نیند اچھی ہے اچھی لگتی ہے
خواب میں ہم سفر بنانے سے
حادثے روکنا ضروری ہے
حادثوں کی خبر بنانے سے
شہر ویران ہو گیا ساحل
ریت پر اک نگر بنانے سے

رنگِ گل سے پیرہن اچھا لگا
سایۂ گل سے بدن اچھا لگا
اس نے آ کر اس ادا سے وا کیا
ہر دریچے سے چمن اچھا لگا
دشت بھی اچھا تھا غربت بھی مگر
گھر میں آئے تو وطن اچھا لگا
کھو گیا لاحاصلی کے حسن میں
عشق کا دیوانہ پن اچھا لگا
میں بھی اک چہرہ بنا لیتا مگر
جھوٹ سے بے چہرہ پن اچھا لگا
سب کو اچھی لگ رہی تھی انجمن
ہم کو جانِ انجمن اچھا لگا

عشق چاہتا ہے خودنمائی بھی
اور تھوڑی سی جگ ہنسائی بھی
جنوں جتنا بھی ہو غنیمت ہے
تین چوتھائی، اک تہائی بھی
اس قدر کج ادائیوں کے بعد
ناز و اندازِ دلربائی بھی
دل کو مہمیز کرتی رہتی ہے
ہے بڑی چیز بے وفائی بھی
آپ سمجھے معاملہ دل کا
بات میری سمجھ میں آئی بھی
رات میری ہے خواب اس کے ہیں
نیند اپنی بھی ہے پرائی بھی
کوئی ہوتا تو کتنا اچھا تھا
اور اچھی ہے یہ جدائی بھی

○

دل گنہگار ہے رقیبوں کا
سو سزاوار ہے رقیبوں کا
اپنی چھوٹی سی ہے دکان کہیں
پورا بازار ہے رقیبوں کا
میرا دل کب ہے اس کی نظروں میں
وہ خریدار ہے رقیبوں کا
آنا جانا بھی ہو گیا دوبھر
کوچۂ یار ہے رقیبوں کا
اب کہیں اور جا کے کیا کرنا
سارا سنسار ہے رقیبوں کا
سب وفادار جس کے پیچھے ہیں
وہ جفاکار ہے رقیبوں کا
کوئی جھگڑا نہیں ہے لوگوں سے
صرف آزار ہے رقیبوں کا
ہم تو ہر طرح سے اسی کے ہیں
جو طرحدار ہے رقیبوں کا

○

ہے اُدھر پائل بجی دیوار میں
اور اِدھر ہے زندگی دیوار میں

زرد جاپانی کیلنڈر کے قریب
بند ہے کب سے گھڑی دیوار میں

پھر پرانی کیل سے ٹانگی گئی
خواب کی تازہ کلی دیوار میں

بارہا محسوس ہوتی ہے مجھے
اک اچانک دشمنی دیوار میں

کس کی خوشبو سے ہوئی میری نمود
کون رہتا ہے مری دیوار میں

صرف اینٹیں ہی نہیں اوپر تلے
ہے محبت بھی کسی دیوار میں

دور تک ساحل پہ کوئی بھی نہیں
ایک کشتی ہے رکی دیوار میں

○

یوں بولی تھی چڑیا خالی کمرے میں
جیسے کوئی نہیں تھا خالی کمرے میں
ہر پل میرا رستہ دیکھا کرتا ہے
جانے کس کا سایہ خالی کمرے میں
کھڑکی کے رستے سے لایا کرتا ہوں
میں باہر کی دنیا خالی کمرے میں
ہر موسم میں آتے جاتے رہتے ہیں
لوگ، ہوا اور دریا خالی کمرے میں
چہروں کے جنگل سے لے کر آیا ہوں
سرخ گلاب کا پودا خالی کمرے میں
بستی میں ہر رات نکلنے والا چاند
عمر ہوئی نہ اترا خالی کمرے میں
تیز ہوا میں سارے کوزے ٹوٹ گئے
اور پھیلا اک صحرا خالی کمرے میں
ساحل شہر سے دور اکیلا رہتا ہے
جیسے میں ہوں رہتا خالی کمرے میں

○

جو دربدر ہو اس کا ٹھکانہ درخت ہے
باقی رہے تو ایک زمانہ درخت ہے
جن کے ہیں اس پہ نام وہ مارے گئے مگر
لوگوں کی تہمتوں کا نشانہ درخت ہے
تنہائی کس قدر ہے مگر اطمینان ہے
سب کچھ نیا ہے اور پرانا درخت ہے
میرے لیے تو گھر سے نکلنا ہے اک کتاب
اور اپنے شہر لوٹ کے آنا درخت ہے
اک عمر کے سفر سے یہ معلوم ہو سکا
اپنے سروں پر دھوپ اٹھانا درخت ہے
شاید کہ چاہتے ہیں اسے لوگ دیکھنا
ساحل کے پاس خواب سہانا درخت ہے

○

کسی کی دین ہے لیکن مری ضرورت ہے
جنوں کمال نہیں ہے، کمالِ وحشت ہے
میں زندگی کے سبھی غم بھلائے بیٹھا ہوں
تمھارے عشق سے کتنی مجھے سہولت ہے
گزر گئی ہے مگر روز یاد آتی ہے
وہ ایک شام جسے بھولنے کی حسرت ہے
زمانے والے تو شاید نہیں کسی قابل
جو ملتا رہتا ہوں ان سے، مری مروت ہے
ہوا بہار کی آئے گی اور میں چوموں گا
وہ سارے پھول کہ جن میں تری شباہت ہے
خدا رکھے تیری آنکھوں کی دلنوازی کو
تری نگاہ میری عمر بھر کی دولت ہے
ترے بغیر بجھا جا رہا ہوں اندر سے
جو ٹھیک ٹھاک ہوں باہر سے تو یہ عادت ہے

جو ہو سکے تو مجھے اپنے پاس رکھ لینا
ترا وصال تو اک ثانوی سعادت ہے
ترے بغیر کوئی کیسے زندہ رہتا ہے
مگر میں ہوں کہ یہی عشق کی روایت ہے

○

کیا ضروری ہے کہ میں ہر سو ترا چرچا کروں
عشق میں لازم ہے کہ خود کو عبث رسوا کروں
یا پھر اس کو بھول جاؤں، خود سے سمجھوتہ کروں
یا چلے جانے پہ اس کے دیر تک رویا کروں
اس قدر چاہا ہے کہ کچھ بھی سمجھ آتا نہیں
جانے کیا کیا نہ کروں اس کے لیے اور کیا کروں
خود کو لے جا کے رکھوں میں نیند کی دہلیز پر
جا کے اندر بند دروازے کبھی نہ وا کروں
لوگ کہتے ہیں کہ اس کا حل بہت آسان ہے
اجنبی لوگوں کو اپنے دل میں نہ رکھا کروں
درد بڑھتا جا رہا ہے دل کا اس خواہش کے ساتھ
خود کو تو بیمار رکھوں اور اسے اچھا کروں
اس کی ہر اک بات دل پر نقش ہو کے رہ گئی
کیا میں اس نقشے کو پھیلا لوں اور اک دنیا کروں

آئینہ خانے تری تصویر بن کے رہ گئے
میں کہاں جا کے اب اپنے آپ کو دیکھا کروں
بے کشش آنکھوں سے گردش میں توازن نہ رہا
سوچتا ہوں رات دن اب میں یونہی گھوما کروں

○

ہزاروں میل پر جو روشنی ہے
مجھے اپنی طرف کیوں کھینچتی ہے
مرا دل کس قدر سادہ تھا لیکن
اب ان آنکھوں میں کتنی سادگی ہے
کنارے سے لگانا چاہتا ہوں
جو کشتی پانیوں میں بہہ رہی ہے
نہیں ہے کوئی شاید سننے والا
مری آواز واپس آ رہی ہے
میں تنہا تھا سو تنہا رہ گیا ہوں
اکیلی وہ بھی واپس جا چکی ہے
کرشمہ ہے ترے حسنِ نظر کا
مجھے ہر چیز اچھی لگ رہی ہے
بظاہر ساری دنیا ہے مکمل
مگر اک خوبصورت سی کمی ہے

کسی کو یاد کرنا ہے عبادت
کسی سے عشق کرنا بندگی ہے
کوئی ہم کو سفر میں ساتھ لے کر
چلے کہ چلتے رہنا زندگی ہے
ابد تک اس سے پیوستہ ہے رہنا
ازل سے جو مری وابستگی ہے
میں زخمی اور مرا سایہ بھی زخمی
عجب دیوار مجھ پر آ گری ہے
مرا دل جس خوشی سے بھر گیا ہے
وہ کتنی مختصر اور عارضی ہے
وہ مجھ کو بھول جائے گا کسی دن
مگر فی الحال اس سے دوستی ہے
کسی نے مجھ کو زندہ کر دیا ہے
اگرچہ موت واقع ہو چکی ہے

○

جب کہیں آتا ہے تنہا آدمی
اس کو مل جاتا ہے تنہا آدمی
دیر تک فریاد کرتا ہے کبھی
اور کبھی گاتا ہے تنہا آدمی
شہر بن جانے کی کوشش میں سدا
دشت بن جاتا ہے تنہا آدمی
سیاہ، غم انگیز آندھی کی طرح
دل پہ چھا جاتا ہے تنہا آدمی
رات ہو یا دن کا کوئی بھی پہر
خواب دکھلاتا ہے تنہا آدمی
چھپ کے روتا ہے کسی کونے میں اور
سب کو بہلاتا ہے تنہا آدمی

سب سے رہتا ہے کئی کوسوں پرے
سب کے پاس آتا ہے تنہا آدمی
خوش امیدی کی طفیلی بیل کے
پھول ہو جاتا ہے تنہا آدمی
دکھ اٹھاتا ہے زمانے میں بہت
ٹھوکریں کھاتا ہے تنہا آدمی
رنج دنیا کے بھلا نے کے لیے
شام کو آتا ہے تنہا آدمی
اس سے ملنا کس قدر آسان ہے
وہ چلا جاتا ہے تنہا آدمی

اے مرے دل اور بھی آہستہ چل
یار کی ہے ہر گلی، آہستہ چل
عشق میں کچھ کارگر ہوتا نہیں
تیز چل تو یا کبھی آہستہ چل
کیوں ہر اک کو کر رہا ہے پائمال
اے خرامِ زندگی ، آہستہ چل
لازمی ہے اس سفر میں احتیاط
رہ گذر بھی ہے نئی، آہستہ چل
تو اندھیروں کا تو عادی ہے بہت
یہ ہے پیارے روشنی، آہستہ چل
میرے دل پر ہر قدم رکھتے ہوئے
اے مری کومل پری ، آہستہ چل

کل نہ جانے ہم کہاں کھو جائیں گے
رات ہے باقی ابھی، آہستہ چل
تو بہت معصوم ہے اس شہر میں
ہے بہت جادوگری ، آہستہ چل
تار پر چلنا کہاں آسان ہے
عشق ہے بازی گری، آہستہ چل
اے مرے دل، اس بھرے بازار میں
تو اکیلا ہی سہی، آہستہ چل

○

گھر میں رہنا تو اک مصیبت ہے
گھر سے باہر مگر قیامت ہے
ہر طرف اک عجیب خاموشی
کسی طوفان کی علامت ہے
گھر میں ہیں قید یہ دکھانے کو
ہمیں اک دوسرے کی عادت ہے
آسماں تک پہنچ گئے شعلے
میں بجھاؤں تو یہ بغاوت ہے
دائروں میں بٹے ہوے ہیں سبھی
اور کہتے ہیں یہ محبت ہے
آپ بھی کچھ خریدیے جا کر
ہر طرف شوق ہے، تجارت ہے
آپ لگتے نہیں ہیں خالی ہاتھ
آپ کے پاس دل کی قیمت ہے
راستے میں غریب خانہ ہے
راستے میں بلا کی وحشت ہے

اک لفافے میں سوئی رہتی ہے
کتنی اچھی ہماری قسمت ہے
نفسانفسی کے اس زمانے میں
آپ کی یاد بھی غنیمت ہے
غور سے دیکھیے اسے آ کے
کیا تماشا ہے، کیا حقیقت ہے
اسے میرے ہی پاس رہنے دیں
میری تنہائی میری دولت ہے
میری باتوں میں کچھ نہیں لیکن
اس کی آنکھوں میں کتنی شدت ہے
اپنے پھولوں کی زندگی کے لیے
دعا کیجے، خزاں سلامت ہے
ہو سکے تو مجھے بچا لیجے
جانے کتنے دنوں سے غفلت ہے
غم تو ہیں خیر میری کوشش سے
یہ خوشی آپ کی عنایت ہے

○

تم جہاں جاؤ، بامراد رہو
اور لوٹو تو شادباد رہو
اتنے لوگوں سے ہم کو کیا لینا
تم ہمارے ہو زندہ باد رہو
اور تو خیر کیا کرو گے تم
بس ہر اک شام ہم کو یاد رہو
میں تو پہلے سے جی رہا ہوں مگر
تم میری زندگی کے بعد رہو
شہرِ دل میں کئی زمانوں تک
جیسے رہتی تھی شہرزاد، رہو

○

کوئی قصور نہیں میری خوش گمانی کا
اثر ہے یہ تری آنکھوں کی بےزبانی کا
کسی نے میری محبت کو کر لیا محفوظ
خیال آیا کسی کو تو پاسبانی کا
برائے نام سا پل بھی نہیں بنا مجھ سے
کہ کچھ علاج نہیں تھا تری روانی کا
ہمارے دل کا المناک دور ہے شاید
سمجھ رہے ہیں جسے کھیل سب جوانی کا
وہ داستان مکمل کرے تو اچھا ہے
مجھے ملا ہے ذرا سا سرا کہانی کا

○

تری نظر کا ابھی تک جمال باقی ہے
وہ خواب ٹوٹ گیا اور خیال باقی ہے
جواب ملتے رہے اَن کہے سوالوں کے
جواب جس کا نہیں وہ سوال باقی ہے
تمام زخم تو اچھے ہوے نگاہوں کے
بس ایک زخم کا اب اندمال باقی ہے
کسی کے پاس ہماری خوشی نہیں لیکن
ہمارے پاس کسی کا ملال باقی ہے
سمجھ رہا تھا کہ آزاد ہو گیا ساحل
خبر نہیں تھی کہ اک اور جال باقی ہے

دعائیں مانگتے رہنے کا کچھ اثر تو ہوا
ہجوم پر نہ سہی ایک شخص پر تو ہوا
بہت دنوں سے میں ہر قافلے کے پیچھے تھا
زہے نصیب کوئی میرا ہمسفر تو ہوا
نظر ملی تو مرا بھید کھل گیا اس پر
وہ کم سخن مری حالت سے باخبر تو ہوا
وہ دل کہ سب کی نگاہوں میں جا کھٹکتا تھا
تری نظر میں مری جان معتبر تو ہوا
ضرور آئے گا کوئی قیام کرنے کو
دیارِ عشق میں فی الحال میرا گھر تو ہوا

○

جو ترے انتظار کا دن ہے
جان میری بہار کا دن ہے
ساری دنیا کو جب قرار ملے
وہ دلِ بےقرار کا دن ہے
زندگی کے بغیر رات کے بعد
زندگی سے فرار کا دن ہے
آج کیجے نہ مول تول ہم سے
کہ الگ کاروبار کا دن ہے
مجھ کو تو شب پہ اعتماد نہیں
ہاں مگر اعتبار کا دن ہے
جیسے چاہے، اسے منا لیجے
جیت کا دن ہی ہار کا دن ہے
یاد آتا رہا صغیر ملال
یہ وہی اتوار کا دن ہے

ان دنوں ہے زندگی انتظار کی جگہ
بن گیا ہے میرا دل اب قرار کی جگہ
زندگی سے اور کچھ اب مجھے نہ چاہیے
میں ہوں اور آپ ہیں اور پیار کی جگہ
میں خزاں کے آس پاس عمر بھر رہوں مگر
آپ جس جگہ رہیں، ہو بہار کی جگہ
آپ بھی رہیں گے خوش اور ہم بھی مطمئن
آپ کے قریب ہو گر مزار کی جگہ
عشق کے طفیل ہی اتنا اعتماد ہے
لگ رہی ہے ہر جگہ اعتبار کی جگہ

○

میں کسی کو کھو رہا ہوں ان دنوں
کوئی مجھ کو پا رہا ہے دوستو
اک نئی دنیا جہاں آباد ہے
یہ مرا کمرہ رہا ہے دوستو
اب جہاں سے دھوپ آتی ہے بہت
اس جگہ سایہ رہا ہے دوستو
گرمیوں کے سنسناتے عشق میں
یاد مجھ کو کیا رہا ہے دوستو
گن رہا ہے کوئی دل کی دھڑکنیں
زخم بھرتا جا رہا ہے دوستو

○

حال اچھا بھی ہے، خراب بھی ہے
غم ہے محدود، بے حساب بھی ہے

حسنِ نوخیز ہے دریچے میں
ہاتھ میں ادھ کھلا گلاب بھی ہے

جانے کس بات کا ارادہ ہے
شوخ ہے اور بے حجاب بھی ہے

اس تقاضے پر آج اپنا دل
جاگ اٹھا ہے، محوِ خواب بھی ہے

آپ دیکھے سے جان جائیں گے
وہ ستارہ بھی ہے، شہاب بھی ہے

جانے کیا کر دیا ہے آنکھوں نے
دل مغنی بھی ہے رباب بھی ہے

آپ پڑھ کے مجھے سنا دیجے
وہ کہانی بھی ہے، کتاب بھی ہے

صرف مجھ سے ہی تو نہیں منسوب
وہ اک عالم کا انتساب بھی ہے
غم کی مے ہے پرانی پیالوں میں
اور خوشی کی نئی شراب بھی ہے
درس و تدریس ہے طویل مگر
عشق کا مختصر نصاب بھی ہے
زندگی میں ہے کچھ چمک زیادہ
کچھ محبت میں آب وتاب بھی ہے
مجھ سے کچھ پوچھنا تو چاہتا ہے
میری باتوں سے لاجواب بھی ہے
وہ میری روح کی ضرورت ہے
اور مرے دل کا انتخاب بھی ہے
یہ جو بادل کا ایک ٹکڑا ہے
کس قدر دیرپا سراب بھی ہے

○

آگ پانی میں لگا لیتا ہوں میں
شعر کہہ کے مسکرا لیتا ہوں میں
زندہ رکھتا ہوں نگاہوں کو تری
اور دل کو بھی بچا لیتا ہوں میں
لوگ لے جاتے ہیں چیزوں کو میری
صرف چہرے کو چھپا لیتا ہوں میں
شہر والوں سے تو کچھ الفت نہیں
دوستوں سے مل ملا لیتا ہوں میں
کس قدر ہے مختصر یہ کائنات
ایک کمرے میں جما لیتا ہوں میں
دل کی دیواروں پر انمٹ چاک سے
تیری تصویریں بنا لیتا ہوں میں
یہ تماشا تو بہت آسان ہے
روز اپنا گھر جلا لیتا ہوں میں

سب مجھے تسلیم کرتے ہی نہیں
سب سے مل کے سر جھکا لیتا ہوں میں
دل اندھیرے میں کہیں جاتا نہیں
اک ستارے کو بلا لیتا ہوں میں
راستوں سے دھوپ میں چلتے ہوے
بارشوں کی دھن بنا لیتا ہوں میں
ہر طرح فریاد کر سکتا ہوں اور
ہر طرح کے گیت گا لیتا ہوں میں
قید سے آزاد ہو جانے کے بعد
تیرے پنجرے میں جگہ لیتا ہوں میں
گھومتا رہتا ہوں کوے یار میں
دیکھ کر سیٹی بجا لیتا ہوں میں
خود تو کچھ تعمیر کر سکتا نہیں
ہر طرف نقشے سجا لیتا ہوں میں
یہ کسی دیوار کی سوغات ہیں
ہاتھ میں پتھر اٹھا لیتا ہوں

○

ایسا لگتا ہے جیسے پوری ہے
یہ کہانی مگر ادھوری ہے
ہجر تو خیر اس کا لازم تھا
وصل بھی اب بہت ضروری ہے
میری آنکھوں کے جرم میں شامل
ان نگاہوں کی بےقصوری ہے
میرے الفاظ ہو رہے ہیں خرچ
قوم کی مفت میں مشہوری ہے
یوں مرا تاج و تخت چھین لیا
جیسے وہ شیر شاہ سوری ہے
ان دنوں اس کے سامنے دل کی
جی حضوری ہی جی حضوری ہے
کس قدر شوخ کر دیا مجھ کو
عشق مٹھو میاں کی چوری ہے

○

جی چاہتا ہے کوئی مری بات تو سنے
دن میں اگر نہیں وہ کسی رات تو سنے
آ کے کرے تمام مسائل کا تجزیہ
کیسے ہیں دل کے شہر کے حالات تو سنے
وہ پڑھ نہیں سکا ہے مرا خط اگر ابھی
کیا کہہ رہے ہیں لوگ، شکایات تو سنے
گزری ہیں اس کے بعد بلا کی قیامتیں
اپنے جنوں کی وہ بھی حکایات تو سنے
کھولے وہ آ کے اپنی نظر کا معاملہ
ہم جو سمجھ رہے ہیں وہی بات تو سنے

کس قدر محدود کر دیتا ہے غم انسان کو
ختم کر دیتا ہے ہر امید ہر امکان کو
گیت گاتا بھی نہیں، گھر کو سجاتا بھی نہیں
اور بدلتا بھی نہیں وہ ساز کو، سامان کو
اتنے برسوں کی ریاضت سے جو قائم ہو سکا
آپ سے خطرہ بہت ہے میرے اس ایمان کو
کوئی رکتا ہی نہیں اس کی تسلی کے لیے
دیکھتا رہتا ہے دل ہر اجنبی مہمان کو
اب تو یہ شاید کسی بھی کام آ سکتا نہیں
آپ ہی لے جایئے میرے دلِ نادان کو
شہر والوں کو تو جیسے کچھ پتا چلتا نہیں
روکتا رہتا ہے ساحل روز و شب طوفان کو

○

ان دنوں دل گا رہا ہے دوستو
خواب بھی دکھلا رہا ہے دوستو
پھول کھلتے جا رہے ہیں ہر طرف
جیسے کوئی آ رہا ہے دوستو
لا رہا ہے برف کے طوفان کو
آگ بھی بھڑکا رہا ہے دوستو
ان سیاہ آنکھوں کی حیرانی کو دل
کس قدر پھیلا رہا ہے دوستو
ختم ہوتی جا رہی ہے زندگی
دور کوئی جا رہا ہے دوستو
ان دنوں جو بھی ہے میرے دھیان میں
گیت سنتا جا رہا ہے دوستو

دن بہ دن محصور ہوتا جا رہا ہوں دوستو
میں بہت مجبور ہوتا جا رہا ہوں دوستو
تم مرے نزدیک آتے جا رہے ہو جس قدر
میں کسی سے دور ہوتا جا رہا ہوں دوستو
غالب آتا جا رہا ہے مجھ پہ دنیا کا طلسم
حسن سے مسحور ہوتا جا رہا ہوں دوستو
تم ہی کیا، سب لوگ میری سوچ سے ناراض ہیں
گویا میں منصور ہوتا جا رہا ہوں دوستو
لوگ بنتے جا رہے ہیں موتیا، چمپا، گلاب
اور میں کافور ہوتا جا رہا ہوں دوستو
راستے لمبے نہیں ہیں، زندگی مشکل نہیں
کیوں تھکن سے چور ہوتا جا رہا ہوں دوستو
جانے کیا ہے اپنے دل کی بات کر سکتا نہیں
ہر نفس مہجور ہوتا جا رہا ہوں دوستو

جس کے ہالے میں کوئی ذی روح آ سکتا نہیں
ایک ایسا نور ہوتا جا رہا ہوں دوستو
چاٹنے والے ہیں شعلے مجھ کو سوزِ عشق کے
آگ سے معمور ہوتا جا رہا ہوں دوستو
کاٹ ہی ڈالے گی دل کو میری آنکھوں کی چمک
تیز اور بھرپور ہوتا جا رہا ہوں دوستو

○

میں اس کی انجمن میں اکیلا نہیں گیا
جو میں گیا تو پھر کوئی تنہا نہیں گیا

میں چاہتا تھا اس کی نگاہوں سے کھیلنا
لیکن ذرا سی دیر بھی کھیلا نہیں گیا

ممکن نہیں تھا حسن و نظر کا موازنہ
مجھ سے تو اس کو ٹھیک سے دیکھا نہیں گیا

تحویل میں کسی کی پہنچ کے ہے خوش وہ دل
جس کو کسی مقام پر رکھا نہیں گیا

دونوں طرف تھی ایک شکایت لکھی ہوئی
چاہا کبھی گیا کبھی چاہا نہیں گیا

○

عشق اک دیوانگی ہے اور بس
جو ہماری زندگی ہے اور بس
تو اندھیروں سے ہے ناواقف ابھی
چار دن کی چاندنی ہے اور بس
ہر کسی سے گفتگو ہوتی نہیں
صرف اس سے دوستی ہے اور بس
میرے دل میں اب کوئی حسرت نہیں
اتنی اچھی سادگی ہے اور بس
میری رسوائی کا لیتے ہیں مزہ
خوب ان کی بےبسی ہے اور بس
دوڑتے منظر ہیں پیچھے کی طرف
ریل کی کھڑکی کھلی ہے اور بس

ہے خرابے میں بہار آئی ہوئی
یہ کسی کی دلکشی ہے اور بس
تیرے آنے اور چلے جانے کے بعد
مستقل سی اک کمی ہے اور بس
عشق کرنا راس آتا ہے ہمیں
یہ ہماری نوکری ہے اور بس

پھولوں کی انجمن میں بہت دیر تک رہا
کوئی مرے چمن میں بہت دیر تک رہا
آیا تھا میرے پاس وہ کچھ دیر کے لیے
سورج مگر گہن میں بہت دیر تک رہا
میں روکتا رہا اسے چالاکیوں کے ساتھ
وہ اپنے بھولپن میں بہت دیر تک رہا
جو شہہ ملی تو دل مرا بیباک ہو گیا
نیرنگِ بدن میں بہت دیر تک رہا
آنکھوں میں آ گیا ہے مری بھی ذرا سا داغ
پھول اس کے پیرہن میں بہت دیر تک رہا
آیا نہیں ہے، کھینچ کے لانا پڑا مجھے
دل یار کے وطن میں بہت دیر تک رہا
اس کے بغیر جیسے جہنم ہے زندگی
میں جنتِ عدن میں بہت دیر تک رہا
دونوں سے ساتھ ساتھ ملاقات ہو گئی
کچھ سرو کچھ سمن میں بہت دیر تک رہا

سارے عالم پہ ہو گیا طاری
اتنی زیادہ تھی اس کی تیاری
دیکھیے ہم کو احتیاط کے ساتھ
کیجیے مت نگاہ آزاری
صرف اس دل کے لوٹے جانے سے
کس قدر بڑھ گئی ہے ناداری
جسم تو تھا ازل سے ہی بیمار
دل کو بھی لگ گئی ہے بیماری

بھول جانا اسے سہولت ہے
اور ہمارے لیے ہے دشواری
لاکھ روئے، ہزار چلّائے
ہر پرندے کی آئے گی باری
ایک لمحے کا رشتۂ نازک
ہر تعلق سے ہو گیا بھاری
جانے کس کی نگاہ کے دم سے
چشمۂ عشق ہو گیا جاری
دیکھیے جانے کیا نتیجہ ہو
دل تو خاکی ہے اور وہ ناری
ایک جانب ہے بےخودی زیادہ
ایک جانب زیادہ ہشیاری
مانی ٹکر ہمیں بھی دے دیجے
سائیں، ہم بھی ہیں آپ کے ہاری

○

سیر اور لطف کے اور بھی مقام ہیں
سب میں دلفریب ہے میرے یار کی جگہ
آپ لاکھ روکیے، میرا جو خیال ہے
بار بار جائے گا، ایک بار کی جگہ
یار کی نگاہ نے جانے کیا کیا کہ پھر
کوئی اور آ گیا بے قرار کی جگہ
جانے کیا طلسم تھا، جانے کیسی آب تھی
خود ہی دل پہنچ گیا تیز دھار کی جگہ
میرے پاس ہے فقط اس کا درد اس کا غم
جس کے پاس ہے فقط غمگسار کی جگہ
آپ میرے سوگ میں محفلیں سجایئے
سوگ کو بڑھایئے سوگوار کی جگہ

○

یوں نہیں ہے کہ اسے میں نے مسیحا سمجھا
بات یہ ہے کہ وہ اس درد کو اپنا سمجھا
چند پتھر نظر آئے تو میں خوش ہونے لگا
دل بھی ان کو تری دیوار کا سایہ سمجھا
کوئی بھی شخص زمانے سے برا ہوتا نہیں
میں زمانے کو ہر اک شخص سے اچھا سمجھا
اس کی آنکھوں میں دھڑکتی ہوئی گہرائی تھی
جو مرے دل کو سمندر سے زیادہ سمجھا
لوگ کہتے تھے کہ وہ بات سمجھتے ہیں مری
وہ مری بات نہ سمجھا مرا لہجہ سمجھا
کیسے ماحول میں رکھنا ہے نئے پھولوں کو
کوئی بدلے ہوئے موسم کا تقاضا سمجھا
میرے زنداں میں فقط ایک ہی روزن تھا جسے
کبھی رستہ، کبھی دریا، کبھی صحرا سمجھا

○

عشق کی دیوانگی مٹ جائے گی
یا کسی کی زندگی مٹ جائے گی
ختم ہو جائے گا جب قصہ حضور
آپ کی حیرانگی مٹ جائے گی
آپ بھی روئیں گے شاید زار زار
پھول جیسی یہ ہنسی مٹ جائے گی
ایک دن بجھ جائیں گے یہ مہر و ماہ
یا نظر کی روشنی مٹ جائے گی
یا فنا ہو جائیں گی گلیاں تری
یا مری آواز ہی مٹ جائے گی
حسن بھی برباد ہو جائے گا دوست
اور دل کی دلکشی مٹ جائے گی
اس قدر آباد ہو جائیں گے لوگ
حسرتِ تعمیر ہی مٹ جائے گی

مجھ کو آنکھوں میں بسا لے گا کوئی
میری ساری بے بسی مٹ جائے گی

ایک دریا سامنے آنے کے بعد
عمر بھر کی تشنگی مٹ جائے گی

آپ میرے دوست بن کے دیکھیے
ہے اگر کچھ دشمنی مٹ جائے گی

○

غبارِ دل سے نکالا، نظر کو صاف کیا
پھر اس کے بعد محبت کا اعتراف کیا

جو وہ نہیں تھا تو میں متفق تھا لوگوں سے
وہ میرے سامنے آیا تو اختلاف کیا

ہر ایک جرم کی پاتا رہا سزا لیکن
ہر ایک جرم زمانے کا میں نے معاف کیا

وہ شب گزارنے آئے گا میرے کوچے میں
ہوائے شام نے دھیرے سے انکشاف کیا

اس انجمن میں میں آیا تھا جن کی مرضی سے
انھیں تمھاری نظر نے مرے خلاف کیا

○

فریب گاہِ محبت اگر ضروری ہے
کہیں نہیں ہے مگر کس قدر ضروری ہے
شراب تیز ہے سرخ آتشی پیالے میں
خمار کیسا کہ تیری نظر ضروری ہے
سفر ہے شرط کسی کے قریب جانے کی
برائے نام سی اک رہ گذر ضروری ہے
ہر آتے جاتے سے اے دل کچھ احتیاط کے ساتھ
کسی کا ذکر اور اپنی خبر ضروری ہے
بہت ہی غیرضروری ہے میرا دل لیکن
تری نگاہ کا اُس پر اثر ضروری ہے

○

اچھا ہوا کہ اس نے ارادہ نہیں کیا
خود سے مجھے قریب زیادہ نہیں کیا
دل سے تو ایک عمر کے پیمان کر لیے
لیکن نظر سے کوئی بھی وعدہ نہیں کیا
اس کی طرف تمام نگاہیں چلی گئیں
میری طرف کسی نے اشارہ نہیں کیا
میں چاہتا تھا شوخی و رنگینیِ نگاہ
اس نے بھی اپنے آپ کو سادہ نہیں کیا
وہ دل نواز مجھ کو نوازے چلا گیا
اور میرے دل سے کوئی تقاضا نہیں کیا

○

دن گزارا کہیں اکیلے میں
کاٹ دی رات جا کے میلے میں
اپنی تو زندگی ہے یہ پیارے
کبھی گھر میں، کبھی جھمیلے میں
رونے دھونے سے کچھ نہیں ہوتا
زندگی کا مزہ ہے کھیلے میں
آپ نے زیر کر لیا مجھ کو
اپنی چاہت کے ایک ریلے میں
کوئی شاید خرید لے دل کو
سب لیے پھر رہے ہیں ٹھیلے میں

آپ کے ذائقے ہیں لامحدود
ہم تو محدود ہیں کریلے میں
جسم تو ہے جگہ جگہ لیکن
دل ہے محصور سادہ میلے میں
ایک جگنو بھی میں نے دیکھا ہے
گھاس ہی تو نہیں طویلے میں

کوئی آئے تو شاد رہتا ہے
ورنہ دل نامراد رہتا ہے
جیسے سب کے عزیز ہوتے ہیں
مجھے اک زخم یاد رہتا ہے
آپ کے عارضی قیام کے بعد
دکھ طویل المیعاد رہتا ہے
آئے دن کی نگاہ بازی سے
شہرِ دل میں فساد رہتا ہے
یار میں اور شہر والوں میں
کس قدر اتحاد رہتا ہے
پہلے رہتا تھا مجھ سے پہلے وہ
اب رقیبوں کے بعد رہتا ہے
صرف اک حفظِ ماتقدم کو
میر کا شعر یاد رہتا ہے
نامرادانہ زیست کرتا تھا
میر کا طور یاد رہتا ہے

○

شاہ کو دیجے، گدا کو دیجیے
جو بھی ہے خلقِ خدا کو دیجیے
نازبرادری اگر چاہتے ہیں آپ
ہدیۂ دل خوش ادا کو دیجیے
جو طلب کرتا نہیں خاموش دل
وہ نظر کی التجا کو دیجیے
آپ کے اندر بڑی تاثیر ہے
کچھ اثر میری دعا کو دیجیے
دل رہے گا آپ کی تحویل میں
اک صدا اس بے صدا کو دیجیے
دیجیے دل کھول کے ہم کو حضور
کچھ تو اپنے بے نوا کو دیجیے
سائیں، ہم ہیں آپ کے دربار میں
جو بھی دینا ہے گدا کو دیجیے

کچھ زیادہ کی ہمیں حاجت نہیں
اک نظر اس بےعطا کو دیجیے
ہر چمن محفوظ کر لے گا اسے
کچھ نہ کچھ بادِ صبا کو دیجیے
عمر بھر چلتے ہی رہنے کی دعا
دشتِ غربت میں ہوا کو دیجیے

○

یوں حسن کی بلا میں گرفتار ہم ہوئے
سب کے رقیب اور ترے دلدار ہم ہوئے

تجھ پیکرِ جمال پہ دل سے فریفتہ
اک بار سب ہوئے تو کئی بار ہم ہوئے

دیکھا کچھ اس طرح سے کہ مسمار ہو گئے
پہلی نظر میں بے در و دیوار ہم ہوئے

اب حسن ہی کرے گا ہمارا کوئی علاج
اچھا ہوا کہ عشق میں بیمار ہم ہوئے

ہم چل رہے تھے شہر میں پیچھے ہجوم سے
تیری گلی میں قافلہ سالار ہم ہوئے

○

کچھ گھروندے سے بنا لیتا ہے دل
زندگی سے اور کیا لیتا ہے دل
روز مجھ کو آزمانے کے لیے
اک نیا چہرہ سجا لیتا ہے دل
اپنا تو نام و نشاں دیتا نہیں
ساری دنیا کا پتا لیتا ہے دل
بعد میں مجھ کو بتاتا ہے مگر
اس کو پہلے سے بلا لیتا ہے دل
رات بھر سونے نہیں دیتا مجھے
خوابِ ہستی سے جگا لیتا ہے دل
کیا بتاؤں کس قدر میں تنگ ہوں
جسم میں ساری جگہ لیتا ہے دل
دوڑتا رہتا ہے ساری زندگی
خواہشیں اتنی بڑھا لیتا ہے دل

مجھ کو تو اپنا نہیں پاتا مگر
آپ کو اپنا بنا لیتا ہے دل
بزم میں آتے ہیں وہ تاخیر سے
جن سے کچھ پہلے ہی آ لیتا ہے دل
جانے کیسی تھی ان آنکھوں میں کشش
سینکڑوں چکر لگا لیتا ہے دل

ایسی کئی دنوں سے حالت ہے زندگی کی
نے ہوش ہے خودی کا، نے فکر بے خودی کی
کچھ تو سفر ہے ایسا اور کچھ ترا ارادہ
نے دل گریزپا ہے، نے عمر واپسی کی
آئی ہیں۔ جب سے مجھ پر راتیں فراق والی
یہ خواب ہیں کسی کے اور نیند ہے کسی کی
اک عمر سے ستارے تھے سب کی دسترس میں
وہ آ گیا تو دل میں ہم نے بھی روشنی کی
ناز و ادا سے سیکھا ہم نے بھی کچھ سلیقہ
ورنہ سمجھ نہیں تھی صہبا و نازکی کی

○

کچھ اور دیر نہ آتا تو جیسے مر جاتا
اٹھا لیا ہے جو اس نے کہیں بکھر جاتا
ہوا ہے کتنا مبارک بہار کا آنا
اور ایسے باغ میں جو روز ہو اُجڑ جاتا
تری نگاہ کا قیدی ہی بن کے رہ جاتا
مری طرح سے سلامت جو دل گزر جاتا
رکی ہوئی ہے سواری بہار کی شاید
ترے چمن کے سوا قافلہ کدھر جاتا
چلا تو جاتا میں نظارۂ جہاں کو روز
کسی کی نیم نگاہی کا پر اثر جاتا

○

ایسا نہیں کہ کچھ بھی دے کر خرید لیجے
قیمت اگرچہ کم ہے دنیا میں آدمی کی
سوئے ہوئے ہیں کیسے اک مشتِ خاک ہو کر
تھی دھوم اک جہاں میں یاروں کی دلکشی کی
بس ایک دل تھا جس پر اس نے نگاہ ڈالی
اور کوئی شے نہیں ہے محبوب کی گلی کی

○

نہ دن کو دن سمجھتے ہیں، نہ شب کو شب سمجھتے ہیں
جو کہتا ہے اسے دیوانگی تو کب سمجھتے ہیں
تمھارے ہجر میں حالت ذرا اچھی نہیں اپنی
کوئی کہتا ہے کچھ، ہم اور کچھ مطلب سمجھتے ہیں
ہم اپنا حال جا جا کے بتاتے تو نہیں لیکن
ہماری کیفیت جو ہے اسی سے سب سمجھتے ہیں
کہیں ملتا نہیں وہ پھول سا نازک بدن ہم کو
کہ جس کی نازکی کا پھول کچھ مطلب سمجھتے ہیں
کیا کرتا تھا وہ باتیں کسی سے دور جانے کی
کوئی پیغام تھا پیشِ نظر، ہم اب سمجھتے ہیں

○

دریچے بند ہونے سے بھی وہ صورت نہیں بدلی
بہت دن ہو گئے لیکن مری وحشت نہیں بدلی
کوئی موسم مری تنہائی سے خالی نہیں آیا
مری تنہائی سے زیادہ کوئی حالت نہیں بدلی
وفا نایاب ہے اور خوش ادائی بیش قیمت ہے
جواہر کی زمانے میں ابھی قسمت نہیں بدلی
تمھارے بعد کچھ تبدیلیاں آئی تو ہیں لیکن
تمھاری یاد میں پھیلی ہوئی حسرت نہیں بدلی
میں اپنے آفریدہ دل کو لے جا کے کہاں رکھوں
کسی پنجرے میں قید و بند کی شدت نہیں بدلی
مجھے معلوم ہے اس عشق کا انجام کیا ہو گا
ازل سے جو چلی آتی ہے وہ تہمت نہیں بدلی

○

ستارہ شام کا جب کہکشاں ہونے ہی والا تھا
کسی کے عشق میں دل جاوداں ہونے ہی والا تھا
ہوا چلنے لگی اور ٹوٹ کے گرنے لگے پتے
میں اس کی یاد میں کل نغمہ خواں ہونے ہی والا تھا
نہ جانے کس کے دم سے ہے بہت آباد یہ دنیا
جہاں تو جیسے دشتِ لامکاں ہونے ہی والا تھا
خدا محفوظ رکھے حبس میں مرتے پرندوں کو
کھلے جنگل میں ان کا آشیاں ہونے ہی والا تھا

○

درد بڑھتے ہوے بھی کچھ نہ کہا
سب سمجھتے ہوے بھی کچھ نہ کہا
کتنا اچھا ہوا کہ آنکھوں نے
اس پہ مرتے ہوے بھی کچھ نہ کہا
ظلم پر پھول بھی رہے خاموش
رت بدلتے ہوے بھی کچھ نہ کہا
زخم کھا کے تو خیر کیا کہتا
تیر چلتے ہوے بھی کچھ نہ کہا
لوگ ناآشنا تھے چپ ہی رہے
میں نے کہتے ہوے بھی کچھ نہ کہا

○

اک جگہ رہنا اگر عادت نہیں افلاک کی
دربدر رہنا روایت ہے خس و خاشاک کی
دشت میں یہ جابجا خیمے نہیں عشاق کے
دھجیاں بکھری ہوئی ہیں ہر طرف اک چاک کی
اب تبسم پر کسی کے یاد آتا ہے بہت
کتنی اچھی تھی ہنسی میرے دلِ غمناک کی
ان دنوں حیرت زدہ سے کس قدر ہیں مہر و ماہ
ہر گھڑی رہ رہ کے اٹھی ہے نظر بیباک کی

○

سایہ کہتا ہے میرے سائے سے
کسی دیوار کے قریب رہو
یا کسی آئینے کے دوست بنو
یا رخِ یار کے قریب رہو
گھر سے باہر اگر نکلنا ہو
کوے دلدار کے قریب رہو
اپنی آنکھیں بچا بچا کے چلو
ورنہ بازار کے قریب رہو
ہر نفس ساعتِ جدائی ہے
ہر نفس دار کے قریب رہو

○

اک دریچہ ہے مرا اور اک دریچہ آپ کا
ایک میں چہرہ ہے میرا اک میں سایہ آپ کا

○

اک شخص ہمارے گھرانے میں
رہتا ہے مسافر خانے میں
منزل پہ پہنچنا ہے آساں
مشکل تو ہے واپس آنے میں
ہر رات گزرتی رہتی ہے
سینے کی آگ بڑھانے میں
حیرت ہے کام آ جاتے ہیں
اب بھی کچھ لوگ زمانے میں
سب موسم میرے ہیں لیکن
اک پھول ہے اس کے خزانے میں

○

دل مضطرب ہے اور پریشان جسم ہے
اس کے بغیر بے سر و سامان جسم ہے
اب ہو نہیں سکے گا مداوا کسی طرح
وہ جو کہیں نہیں ہے تو بے جان جسم ہے
دل تو جنوں کے کھیل میں مصروف ہے مگر
اس کی نوازشات پہ حیران جسم ہے
میں نے بنا دیا ہے جسے عشق میں غزل
دل اس کا ہے بیاض تو دیوان جسم ہے
اب اس کے غم سے مجھ کو ملے گی کہاں نجات
دل پاسباں ہے اور نگہبان جسم ہے

○

زندگی جب کسی کے نام ہوئی
نیند اک عمر کو حرام ہوئی
رات سے صبح خوبصورت تھی
صبح سے بھی حسین شام ہوئی

ڈھونڈتے پھر رہے ہیں سارے لوگ
جانے کس چیز کی ضرورت ہے
شہر جنگل ہو جب مکانوں کا
گھر ٹھکانہ نہیں، سہولت ہے
کس قدر شور ہے مرے دل میں
آپ سنتے نہیں ہیں، حیرت ہے
جو پرندہ ہے اس کے پنجرے میں
اس کی آنکھوں میں کتنی حسرت ہے
خود سے ڈرتا ہے، خود سے مرتا ہے
آدمی کی عجیب حالت ہے

○

آج کی کتابیں

کہانیاں

آئینۂ حیرت اور دوسری تحریریں	سید رفیق حسین	375.Rs
عطرِ کافور	نیر مسعود	80.Rs
نربدا اور دوسری کہانیاں	اسد محمد خان	Rs.180
خطِ مرموز	فہمیدہ ریاض	Rs.100
ایک اور آدمی	حسن منظر	Rs.85
عاقبت کا توشہ	نکہت حسن	Rs.85
دور کی آواز	فیروز مکرجی	Rs.150
صحرا کی شہزادی	سکینہ جلوانہ	Rs.120

کہانیوں کے ترجمے

ایرانی کہانیاں	انتخاب اور ترجمہ: نیر مسعود	Rs.90
عربی کہانیاں	ترتیب: اجمل کمال	Rs.180
ہندی کہانیاں (جلد1)	ترتیب اجمل کمال	Rs.180
ہندی کہانیاں (جلد2)	ترتیب: اجمل کمال	Rs.180
ہندی کہانیاں (جلد3)	ترتیب: اجمل کمال	Rs.180
کارل اور اینا	(منتخب ترجمے) محمد سلیم الرحمن	Rs.80
گم شدہ خطوط	(منتخب ترجمے) محمد عمر میمن	Rs.90
مہرِ سکوت	(منتخب ترجمے) زینت حسام	Rs.120
کلی منجارو کی برفیں	(منتخب ترجمے) محمد خالد اختر	Rs.120

انتخاب

منتخب تحریریں	نرمل ورما	ترتیب: اجمل کمال	Rs.280
منتخب کہانیاں	ویکوم محمد بشیر	ترتیب: مسعود الحق	Rs.180
پریم وانی	میرا بائی	ترتیب: سردار جعفری	Rs.395
کبیر بانی	کبیر	ترتیب: سردار جعفری	Rs.395

ناول

بیس سو گیارہ	محمد خالد اختر	70.Rs
گنگا جمنی میدان	اختر حامد خاں	Rs.120
دائرہ	محمد عاصم بٹ	Rs.100
نمبردار کا نیلا	سید محمد اشرف	Rs.60

ناولوں کے ترجمے

تمس	بھیشم ساہنی	ترجمہ: شہلا نقوی	Rs.180
قلبِ ظلمات	جوزف کونریڈ	ترجمہ: محمد سلیم الرحمن	Rs.80
بوفِ کور	صادق ہدایت	ترجمہ: اجمل کمال	(زیرِ طبع)
خیمہ	میرال طحاوی	ترجمہ: اجمل کمال	Rs.75
نوکری کی قمیض	ونود کمار شکل	ترجمہ: عامر انصاری، اجمل کمال	Rs.100
پہلی بارش	خولیو لیاما زاریس	ترجمہ: اجمل کمال	Rs.95
سرزمین مصر میں جنگ	یوسف القعید	ترجمہ: اجمل کمال	Rs.125
درخت نشین	اتالو کلووینو	ترجمہ: راشد مفتی	Rs.175
شہزادہ احتجاب	ہوشنگ گلشیری	ترجمہ: اجمل کمال	Rs.70
انکی کے دیس میں	ولاس سارنگ	ترجمہ: گوری پٹوردھن، اجمل کمال	Rs.150
امید اور دوسرے خطرناک مشاغل	لیلیٰ العلمی	ترجمہ: محمد عمر میمن	Rs.100
تبادلہ	وبھوتی نرائن رائے	ترجمہ: زیبا علوی	Rs.200

شاعری

پریم وانی	میرابائی	ترتیب: سردار جعفری	Rs.395
کبیر بانی	کبیر	ترتیب: سردار جعفری	Rs.395
کلیات اختر الایمان	اختر الایمان	ترتیب: سلطانہ ایمان، بیدار بخت	Rs.350
مٹی کی کان	افضال احمد سید	(کلیات)	Rs.500
روکوکو اور دوسری دنیائیں	افضال احمد سید		Rs.50
آدمی کی زندگی	فہمیدہ ریاض		Rs.70
ساری نظمیں	ذی شان ساحل	(کلیات)	(زیر طبع)
جنگ کے دنوں میں	ذی شان ساحل		Rs.125
ای میل اور دوسری نظمیں	ذی شان ساحل		Rs.150
نیم تاریک محبت	ذی شان ساحل		Rs.100
رات	سعید الدین		Rs.50
سائے چراغ کے	احمد عظیم		Rs.150
مٹی کا مضمون	فرخ یار		Rs.150
سویرے کا سیاہ دودھ	پاؤل سیلان	ترجمہ: آفتاب حسین	Rs.150
بارہ ہندوستانی شاعر	(انتخاب)	ترتیب: اجمل کمال	(زیر طبع)
خودکشی کے موسم	زاہد امروز		Rs.120
ریت پہ بہتا پانی	قاسم یعقوب		Rs.160
زندگی میرے پیروں سے لپٹ جائے گی	تنویر انجم		Rs.350
بے یقین بستیوں میں	علی اکبر ناطق		Rs.150

دوسری زبانوں کے ناول

خیمہ
میرال طحاوی
انگریزی سے ترجمہ: اجمل کمال
Rs.75

امید اور دوسرے خطرناک مشاغل
لیلیٰ العلمی
انگریزی سے ترجمہ: محمد عمر میمن
Rs.100

سرزمین مصر میں جنگ
یوسف القعید
انگریزی سے ترجمہ: اجمل کمال
Rs.125

پیلی بارش
خولیو لیاماز اریس
انگریزی سے ترجمہ: اجمل کمال
Rs.95

درخت نشیں
اتالو کلووینو
انگریزی سے ترجمہ: راشد مفتی
Rs.175

اِنکی کے دیس میں
ولاس سارنگ
مراٹھی سے ترجمہ: گوری پٹوردھن، اجمل کمال
Rs.150

قلب ظلمات
جوزف کونریڈ
انگریزی سے ترجمہ: محمد سلیم الرحمٰن
Rs.80

تمس
بھیشم ساہنی
ہندی سے ترجمہ: شہلا نقوی
Rs.100

نوکر کی قمیض
ونود کمار شکل
ہندی سے ترجمہ: عامر انصاری، اجمل کمال
Rs.75

بوفِ کور
صادق ہدایت
فارسی سے ترجمہ: اجمل کمال
(نیا ایڈیشن زیرِ طبع)

شاعری

ریت پہ بہتا پانی

قاسم یعقوب

قیمت:160روپے

خودکشی کے موسم میں

زاہد امروز

قیمت:120روپے

مٹی کی کان

افضال احمد سید

قیمت:500روپے

مٹی کا مضمون

فرخ یار

قیمت:150روپے

سویرے کا سیاہ دودھ

اوُل سیلان؛ترجمہ:آفتاب حسین

قیمت:150روپے

جنگ کے دنوں میں

ذی شان ساحل

قیمت:125روپے

ای میل اور دوسری نظمیں

ذی شان ساحل

قیمت:150روپے

نیم تاریک محبت

ذی شان ساحل

قیمت:100روپے

بے یقین بستیوں میں

علی اکبر ناطق

قیمت:150روپے

زندگی میرے پیروں سے لپٹ جائے گی

تنویر انجم

قیمت:350روپے

نئی کتابیں

آج
(پہلی جلد)
ترتیب: اجمل کمال
Rs.795

ثقافتی گھٹن اور پاکستانی معاشرہ
ارشد محمود
(نیا اضافہ شدہ ایڈیشن زیرِ طبع)

تیسری جنس
سندھ کے خواجہ سراؤں کی
معاشرت کا ایک مطالعہ
مؤلف: اختر حسین بلوچ
Rs.200

شہزادہ احتجاب
(ناول)
ہوشنگ گلشیری
فارسی سے ترجمہ: اجمل کمال
Rs.70

ریت پہ بہتا پانی
(شاعری)
قاسم یعقوب
Rs.160

اردو کا ابتدائی زمانہ
(تنقید و تحقیق)
(تیسرا ایڈیشن)
شمس الرحمٰن فاروقی
Rs.250

تبادلہ
(ناول)
وبھوتی نرائن رائے
ہندی سے ترجمہ: زیبا علوی
Rs.200

اِنکی کے دیس میں
(ناول)
ولاس سارنگ
مراٹھی سے ترجمہ: گوری پٹوردھن، اجمل کمال
Rs.150

آج کی کتابیں

کراچی کی کہانی
(جلد اول و دوم)
ترتیب: اجمل کمال
Rs.1100

ریت پر لکیریں
(انتخاب)
محمد خالد اختر
Rs.300

قرۃ العین حیدر کے خطوط
ایک دوست کے نام
ترتیب: خالد حسن
Rs.180

انیس
(سوانح)
نیر مسعود
Rs.375

مرثیہ خوانی کا فن
(تنقید و تحقیق)
نیر مسعود
Rs.150

مٹی کی کان
(کلیات)
افضال احمد سید
Rs.500

لغاتِ روزمرہ
(تنقید و تحقیق)
شمس الرحمن فاروقی
Rs.250

آئینۂ حیرت
اور دوسری تحریریں
سید رفیق حسین
Rs.375

منتخب مضامین
(تنقید و تحقیق)
نیر مسعود
Rs.280

کافکا کے افسانے
(افسانے)
نیر مسعود
Rs.70

شمس الرحمٰن فاروقی کی کتابیں

لغاتِ روزمرہ
(اردو میں زبان کے غیر معیاری
استعمالات کی فہرست)
قیمت: 250 روپے

سوار اور دوسرے افسانے
(ہندوستانی ایڈیشن)
قیمت: 350 روپے

ساحری، شاہی، صاحب قرانی
(داستانِ امیر حمزہ کا مطالعہ)
جلد اوّل تا سوم
قیمت: 1110 روپے

آسماں محراب
(شاعری)
۱۹۷۶ سے ۱۹۹۶ تک کے کلام کا انتخاب
قیمت: 315 روپے

کئی چاند تھے سرِ آسماں
(ناول)
قیمت: 600 روپے

تنقیدی افکار
(ہندوستانی ایڈیشن)
قیمت: 250 روپے

افسانے کی حمایت میں
(نظر ثانی اور اضافہ شدہ اشاعت)
قیمت: 240 روپے

The Colour of Black Flowers
(Selected Poems)
قیمت: 250 روپے

نیر مسعود کی کتابیں

عطر کافور

(کہانیاں)

قیمت :80روپے

ایرانی کہانیاں

(ترجمے)

قیمت :90روپے

انیس

(سوانح)

قیمت:375روپے

مرثیہ خوانی کا فن

(تنقید و تحقیق)

قیمت:150روپے

منتخب مضامین

(تنقید و تحقیق)

قیمت:280روپے

کافکا کے افسانے

(افسانے)

قیمت:70روپے

معرکۂ انیس و دبیر

(تنقید و تحقیق)

قیمت:150روپے

گنجفہ

(کہانیاں)

قیمت:200روپے

افسانے کی تلاش

(تنقیدی مضامین)

قیمت:240روپے

ادبستان

(نثری ادب)

قیمت:140روپے

سٹی پریس میں دستیاب اردو رسائل و جرائد

سہ ماہی نقاط، فیصل آباد
مدیر: قاسم یعقوب
قیمت: 150 روپے

سہ ماہی دنیازاد، کراچی
مدیر: آصف فرخی
قیمت: 160 روپے

سہ ماہی آئندہ، کراچی
مدیر: محمود واجد
قیمت: 80 روپے

بادبان، کراچی
مدیر: ناصر بغدادی
قیمت: 200 روپے

سہ ماہی ارتقا، کراچی
ترتیب: راحت سعید، ڈاکٹر محمد علی صدیقی
قیمت: 100 روپے

سہ ماہی روشنائی، کراچی
مدیر: احمد زین الدین
قیمت: 250 روپے

سہ ماہی سمبل، راولپنڈی
مدیر: محمد علی فرشی
قیمت: 150 روپے

کتابی سلسلہ اجرا، کراچی
مدیر: احسن سلیم
قیمت: 250 روپے

کتابی سلسلہ مکالمہ، کراچی
مدیر: مبین مرزا
قیمت: 350 روپے

شعر و حکمت، حیدرآباد دکن
مدیر: شہریار، مغنی تبسم
قیمت: ضخامت کے اعتبار سے

سہ ماہی نیا ورق، ممبئی
مدیر: ساجد رشید
قیمت: 120

سہ ماہی اردو، کراچی
مدیر: ڈاکٹر ممتاز احمد خان
قیمت: 100

ماہنامہ قومی زبان، کراچی
مدیر: ڈاکٹر ممتاز احمد خان
قیمت: 15 روپے

ماہنامہ الحمراء، لاہور
مدیر: شاہد علی خاں
قیمت: 50 روپے

ماہنامہ نیا زمانہ، لاہور
مدیر: محمد شعیب عادل
قیمت: 20 روپے

سٹی پریس میں دستیاب مطبوعات

افسانے کی حمایت میں

شمس الرحمٰن فاروقی

قیمت: ۲۴۰روپے

ناشر: شہرزاد پبلی کیشنز، (کراچی)

افسانے کی تلاش

نیر مسعود

قیمت: ۲۴۰روپے

ناشر: شہرزاد پبلی کیشنز، (کراچی)

دھنی بخش کے بیٹے

حسن منظر

قیمت: ۶۰۰روپے

ناشر: شہرزاد پبلی کیشنز، (کراچی)

دو مختصر ناول

حسن منظر

قیمت: ۱۶۰روپے

ناشر: شہرزاد پبلی کیشنز، (کراچی)

خاطرِ معصوم

ضمیر الدین احمد

قیمت: ۱۸۰روپے

ناشر: شہرزاد پبلی کیشنز، (کراچی)

ندیدی

حسن منظر

قیمت: ۲۰۰روپے

ناشر: شہرزاد پبلی کیشنز، (کراچی)

شادیانے

نجیب محفوظ؛ ترجمہ: فہمیدہ ریاض

قیمت: ۱۸۰روپے

ناشر: شہرزاد پبلی کیشنز، (کراچی)

یہ خانہ آب وگل

انتخاب وترجمہ: فہمیدہ ریاض

قیمت: ۲۲۰روپے

ناشر: شہرزاد پبلی کیشنز، (کراچی)

سٹی پریس میں دستیاب مطبوعات

بے افسانہ
مرزا اطہر بیگ
قیمت: ۲۰۰ روپے
ناشر: سانجھ پبلی کیشنز، (لاہور)

غلام باغ
مرزا اطہر بیگ
قیمت: ۶۰۰ روپے
ناشر: سانجھ پبلی کیشنز، (لاہور)

مغالطے مبالغے
مبارک حیدر
قیمت: ۲۰۰ روپے
ناشر: سانجھ پبلی کیشنز، (لاہور)

صفر سے ایک تک
مرزا اطہر بیگ
قیمت: ۴۰۰ روپے
ناشر: سانجھ پبلی کیشنز، (لاہور)

تعلیم اور ہماری قومی الجھنیں
ارشد محمود
قیمت: ۳۰۰ روپے
ناشر: سانجھ پبلی کیشنز، (لاہور)

تہذیبی نرگسیت
مبارک حیدر
قیمت: ۱۵۰ روپے
ناشر: سانجھ پبلی کیشنز، (لاہور)

سیلاب ڈائری
وسعت اللہ خان
قیمت: ۴۰۰ روپے
ناشر: پاکستان اسٹڈی سینٹر، (جامعہ کراچی)

تصور خدا
ارشد محمود
قیمت: ۲۰۰ روپے
ناشر: فکشن ہاؤس، (لاہور)

اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس کی مطبوعات

الف لیلہ (جلد اوّل)

رتن ناتھ سرشار

قیمت:795

الف لیلہ (جلد دوم)

رتن ناتھ سرشار

قیمت:795

الف لیلہ (جلد سوم)

رتن ناتھ سرشار

قیمت:795

الف لیلہ (جلد چہارم)

رتن ناتھ سرشار

قیمت:895

مجموعہ

مرزا فرحت اللہ بیگ

(جلد اوّل: مضامین)

قیمت:/495

مجموعہ

مرزا فرحت اللہ بیگ

(جلد دوم: مضامین)

قیمت:495

مجموعہ

مرزا فرحت اللہ بیگ

(جلد سوم: مضامین)

قیمت:/495

مجموعہ

مرزا فرحت اللہ بیگ

(جلد چہارم: مضامین)

قیمت:495

مجموعہ

مرزا فرحت اللہ بیگ

(جلد پنجم: مضامین)

قیمت:/495

پرورش لوح وقلم

فیض حیات اور تخلیقات

تعارف: ڈاکٹر جمیل جالبی

ترجمہ: اُسامہ فاروقی، ہلدہ سیلاو-یلیمیا

قیمت:495

اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس کی مطبوعات

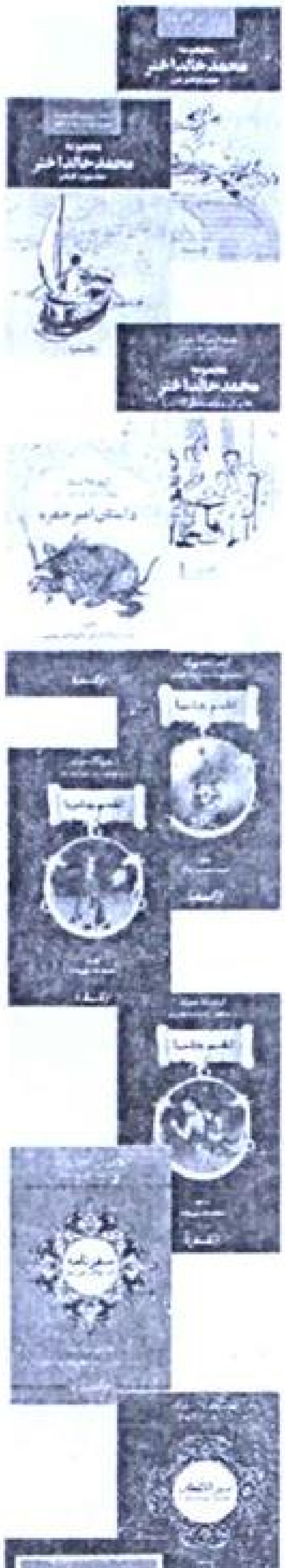

مجموعہ

محمد خالد اختر

(جلد دوم: سفر نامے)

قیمت:795

مجموعہ

محمد خالد اختر

(جلد چہارم)

چچا عبدالباقی (کہانیاں)

قیمت:795

طلسم ہوش ربا

(جلد اول)

محمد حسین جاہ

قیمت:895

طلسم ہوش ربا

(جلد سوم)

محمد حسین جاہ

قیمت:895

سیر الاقطاب

مولف: شیخ اللہ دیا چشتی

فارسی سے ترجمہ:

سید محمد علی جویا مراد آبادی

قیمت:495

مجموعہ

محمد خالد اختر

(جلد سوم: افسانے)

قیمت:795

داستانِ امیر حمزہ

تالیف: نواب مرزا امان علی

خاں غالب لکھنوی

قیمت:995

طلسم ہوش ربا

(جلد دوم)

محمد حسین جاہ

قیمت:795

سفر نامہ

مخدوم جہانیاں جہاں گشت

فارسی سے ترجمہ

محمد عباس ابن غلام علی چشتی دہلوی

قیمت:295

صورت و معنیٰ سخن

شمس الرحمٰن فاروقی

قیمت:695

ایرینا
(۱۹۸۵ء)

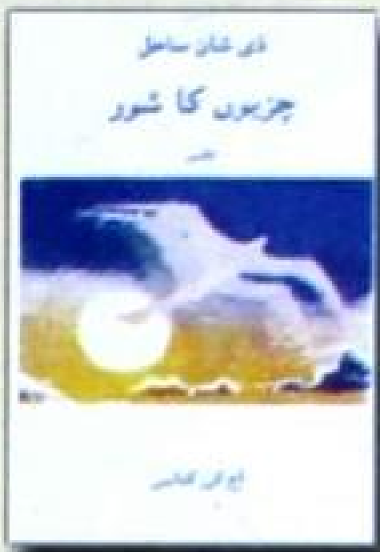

چڑیوں کا شور
(۱۹۸۹ء)

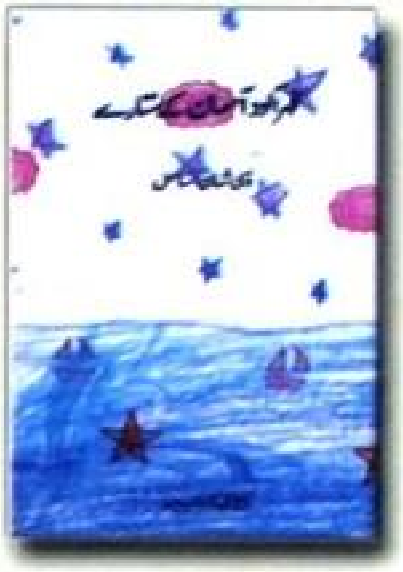

کہر آلود آسمان کے ستارے
(۱۹۹۴ء)

کراچی اور دوسری نظمیں
(۱۹۹۵ء)

ای میل اور دوسری نظمیں
(۲۰۰۳ء)

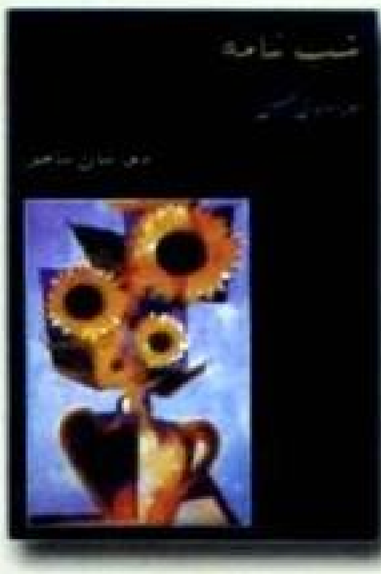

شب نامہ اور دوسری نظمیں
(۲۰۰۳ء)

جنگ کے دنوں میں
(۲۰۰۳ء)

نیم تاریک محبت
(۲۰۰۵ء)

ISBN 978-969-8380-81-6

9 789698 380816 >

Cover Painting: Ahmed Ali Manganhar

Rs. 150